رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا
کروں گا دور اس منہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر و پروپرائیٹر

فاروق

قلمی

خاکسار

جلد ۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۲ر جولائی سنہ ۱۹۱۷ء | نمبر ۳۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خبریں

الحمدللہ کہ سورہ مائدہ ختم ہو چکی ہے حضرت خلیفۃ المسیح امام اولو العزم خوب سمجھا سمجھا کر پر از معارف درس قرآن دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آج سے بعض احباب اعتکاف بیٹھ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو دعاؤں کی توفیق بخشے فہرست معتکفین اگلے ایشو میں دی جا سکے گی۔

رات بہت بارش ہوئی ہے۔ اسوقت ۱۱ر جولائی مطلع ابر آلود ہے۔ ۱۲۔ جولائی بارش ہوئی۔

حضرت اولوالعزم کی تقریر ذکر الٰہی امید ہے عید تک چھپ کر شائع ہو جائیگی۔

باہر سے غالباً بیس پچیس احباب درس قرآنمجید سننے کے لئے آچکے ہیں۔ خدا جزاء خیر بخشے۔

اخبار احمدیہ

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۷ ایسی کا مسلمان ہونا۔ اور سکھ صاحبان کا فرار

کولنگڑوعہ

بندہ روزہ جلسہ تہا ہمیں ہمنے ثابت کیا تہا کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تہے اسکے بعد سکھ صاحبان کو سوال و جواب کے لئے وقت بھی دیا گیا تہا۔ مگر جب سکھ صاحبان کافی طور پر جواب نہ دے سکے تو عذر کیا کہ ہم تیار ہو کر نہیں آئے اسلئے ہمنے انکو بتلایا کہ ۱۰۔ جون کو ہمارا جلسہ موضع کریم پور میں ہونے والا ہے آپ بھی تیار ہو کر آویں ۱۰۔ جون کو ہم کریم پور میں انتظار کرتے رہے مگر کوئی صاحب مقابل پر نہ آیا جب ان دو جلسوں میں وہ بابا صاحب کے مسلمان ہونے سے انکار فکر سکے تو پھر ہمنے نیک

اثر کو کم کرنے کے لئے انہوں نے بہت سرعت اور تیزی کے ساتھ الگ الگ بحث کی تیاری شروع کر دی بہت سا روپیہ اخراجات کے لئے جمع کر لیا اور احمدی جماعت کو للکارنے لگے اور چیلنج دے دیا کہ تم اپنے مولوی صاحبان کو بلا لو ہم پہلے سے آپکو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ بحث کرینگے اور اسی غرض کے لئے ہمنے جلسہ قائم کیا ہے ہماری طرف سے چوہدری غلام قادر خان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لنگڑوعہ نے کہا کہ ہم ہر وقت تیار ہیں جب آپ چاہیں ہمارے ساتھ تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں اور تمام علاقہ میں اس بات کی شہرت ہو گئی کہ احمدی جماعت و سکھ صاحبان کی بحث لنگڑوعہ میں ہونے والی ہے سکھ صاحبان نے اپنے جلسے کی تاریخیں ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۷ مقرر کر دیں ۲۸۔ تاریخ کو تو کچھ کارروائی نہیں ہوئی ۲۹ جون سنہ کی صبح کو چوہدری غلام قادر خانصاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لنگڑوعہ نے سنت گوربخش سنگھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحب اوبدیشک پٹیالہ حال وارد لنگروعہ کی خدمت میں لکھا کہ لنگروعہ کے سکھ صاحبان ہمارے ساتھ بحث کرنی منظور کر چکے ہیں اور وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم آپ کو وقت دیں گے اسلئے آپ مہربانی کرکے وقت مقرر کرکے اطلاع دیں مگر اوبدیشک صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور اسکے بعد یاددہانی کے طور پر دوسرا خط لکھا کہ آپ مہربانی کرکے ہمارے ساتھ شرائط طے کرکے وقت مقرر کریں اور کئی ایک آدمی زبانی پیغام دے کر بھی بھیجے آپ ہمیں وقت دیں اللہ خود ہی ہمارے کئی معزز احباب ان کے پاس گئے اور کہا کہ آپ وقت کیوں مقرر نہیں کرتے اسمیں آپکی کمزوری ہے انہوں نے کہا کہ ابھی ہمنے فیصلہ نہیں کیا مشورہ کرکے اطلاع دینگے آخر ۴ بجے شام کے قریب میں اور چوہدری غلام قادر خان صاحب باوا امر سنگھ صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ آپ ہمکو وقت کیوں نہیں دیتے انہوں نے کہا کہ بحث کے لئے ضروری ہے کہ دیکھ لیا جاوے کہ جو شخص بحث کرنا چاہتا ہے کس لیاقت کا ہے اور ہم دلیل میں ایک ٹلوکہ کے معنے پوچھینگے۔ یعنے کہ بہت اچھا جس طرح آپ کو حق ہے اسی طرح فریق ثانی یعنے ہمکو بھی حق ہوگا کہ آپ سے ایک ٹلوکہ کے معنے دریافت کریں پھر ایک شخص نے کہا کہ مباحث یونیورسٹی کا سند یافتہ یعنے گیانی ہونا چاہیئے جبکہ آپ میں بھی کوئی سند یافتہ نہیں ہے تو پھر آپ دوسرے کے لئے کیوں شرط لگاتے ہو۔

ارد گرد کے بہت سے لوگ بحث سننے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ اور ۲۹ جون کو بہت سے لوگ مایوس ہو کر چلے گئے۔ اور بعض لنگروعہ کے سکھوں نے بھی کہا کہ ہمنے یہ جلسہ تو صرف بحث کے لئے کرایا ہے ہمنے کوئی نذر نہیں مانی ہوئی تھی کہ ہم جلسہ کرائینگے۔ بلکہ خاص طور پر اس جلسہ کی تیاری بحث کے لئے کی ہے اور روپیہ بھی اسی لئے خرچ کیا ہے اگر ہماری غرض پوری نہ ہوئی تو جلسہ سے کیا فائدہ ہوگا اور لنگروعہ کی سکھ پبلک نے اوبدیشک صاحبان کو مجبور کر دیا کہ بحث ضرور کیجائے۔

اصل میں عام سکھ پبلک تو بحث کرانا چاہتی تھی مگر اوبدیشک صاحبان بحث سے گریز کرتے تھے ہندو مسلمان سکھ صاحبان کے بار بار کہنے سے انہوں نے منظور کر لیا کہ ہم کل ۳۰۔ جون کو احمدی جماعت کے ساتھ ۴ بجے سے بحث شروع کرینگے۔ اسلئے ہم دوسرے دن ۴ بجے کے قریب گرنتھ صاحب وجنم ساکھی بھائی بالا والی منوسمرتی۔ واران بھائی گورداس ودیگر ضروری کتابیں وچولہ صاحب لے کر سکھ صاحبان کے جلسہ میں پہنچگئے۔

سکھ صاحبان نے اپنی طرف سے بھائی ایشر سنگھ صاحب کو پریذیڈنٹ مقرر کیا اور ہماری طرف سے مولوی عبداللطیف صاحب پریذیڈنٹ مقرر کئے گئے۔

مولوی عبداللطیف نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ وقت مقرر ہونا چاہیئے۔ اسکے بعد آپ دس دس منٹ یا پندرہ پندرہ منٹ مقرر کر لیں اور چونکہ ہم مدعی ہیں اسلئے آخیر کا وقت بھی ہم کو ہی ملنا چاہیئے۔ سکھ صاحبان کے پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ آپکو صرف ایک ہی دفعہ نصف گھنٹہ ملے گا اور اسکے بعد کوئی وقت نہیں ملیگا۔ ہمارے پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ یہ وقت بہت تھوڑا ہے اور اگر آپ زیادہ نہیں دے سکتے تو ایک دفعہ ۲۰ منٹ دے دیں اور دوسری باری میں ۱۰ منٹ دے دیں مگر ان کے اوبدیشک سنت گوربخش سنگھ صاحب نے صاف انکار کر دیا کہ ہم تو صرف ایک ہی دفعہ وقت دیں گے اور ان کو کئی دفعہ کہا گیا مگر انہوں نے وقت دینے سے انکار کیا اسلئے ہم وہاں سے چلے آئے اور سکھ صاحبان کی کمزوری روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی اور عام لوگوں میں چرچا ہو گیا۔ کہ سکھ صاحبان مقابلہ نہیں کر سکتے اور لنگر محمود کے سامنے ان کے پاؤں جم نہیں سکتے۔ یعنی احمدی جماعت کے دلائل ایسے ہیں کہ کوئی مذہب بھی انکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اب سکھ صاحبان کو اپنی بڑی جمعیت کے ساتھ تھوڑے ہی دنوں میں اس علاقہ میں یہ دوسری فکست ملی ہے یہ صرف حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں اور توجہ کا نتیجہ ہے خدام محمود ہر جگہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ہو رہے ہیں اور محمود کے نام پر فتح کا ڈنکہ بج رہا ہے +

(عبدالسلام از نواں شہر ضلع جالندھر)

خبریں

لنڈن پر بھاری ہوائی حملہ

لنڈن ۷۔ جولائی ایک برطانوی سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آج صبح قریباً ۱۱½ بجے دشمن کے ہوائی جہازوں کی ایک بھاری تعداد اغلباً دو پارٹیوں میں جزیرہ تھانیٹ اور ایسکیس کی مشرقی ساحل پر نمودار ہوئی۔ تھانیٹ پر بم گرانے کے بعد ٹیمز کے شمالی کنارے کے متوازی پرواز کرتے ہوئے حملہ آور لنڈن کی سمت بڑھے شمال مشرق کی طرف سے لنڈن پہنچکر انہوں نے اپنا راستہ بدل لیا اور شمال مغرب سے جنوب مشرق کو لنڈن کو عبور کیا نواحی علاقہ میں کئی مقامات پر بم گرائے گئے حملہ آوروں کی تعداد کے متعلق ابھی تحقیق نہیں ہوا اغلباً یہ قریباً ۲۰ تھے ہمارے توپخانہ اور کثیر تعداد ہوائی جہازوں نے حملہ آوروں پر حملہ کیا۔ آج کا حملہ اسوقت تک کے حملوں میں سب سے بڑھا تھا۔ دشمن لنڈن پر بادلوں کی طرح آیا اور ہوائی جہازوں کو اڑانے والی توپوں سے گولوں کی ایک مکمل بارش کے باوجود وہ نیچے اترتا تھا وہ بہاری سیاہ پرندوں کی طرح نظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم :: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۷ء

لاہور میں میری ڈویلپمنٹ

(تمہید)

کچھ دنوں سے "باسی کڑی کے ابال" کی طرح ہمارے ہمسایہ آریہ دوستوں کو پھر جوش آیا ہے کہ اسلام سے زور آزمائی کریں اور اس قسم کا ابال اکثر اوقت ان میں آتا ہے جبکہ کسی مجہول الحال نام کے مسلمان کو آریہ سماج میں دخول کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس کے اقدام سے مہاشہ صاحبان پچھلے تمام تجربوں کو فراموش کر کے کچھ ایسے اللہ میں آتے ہیں۔ کہ راتوں نہیں سوتے۔ چنانچہ یہی شادی مرگ آجکل لاہوری آریوں کو پیش آرہی ہے کہ کہیں سے لاہور کی تنگ و تاریک گلیوں میں بقول آریہ گزٹ محمد علی نامی کوئی شخص شانتی کا سروپ دھارن کئے ہوئے ماتھہ آگئے پھر کیا تھا۔ آریہ دوستوں نے اس وجود نامسعود کو غنیمت سمجھا اور لگے مہاشہ جی شانتی کے پھول اسلام کے خلاف جابجا برسانے ادھر شانتی سروپ صاحب کو بھی یہ گانٹھ کے پورے جو بہت تلاش اور جستجو سے ملے تھے آنند بھوگنے کا موجب ہو گئے۔ مگر افسوس ہے لاہور کے آریوں پر کہ انہوں نے دھرمپالی شدھی اور مسٹر دکی کی شدھی سے جو سبق حاصل کیا تھا اور لاہور کے لوکل اخبار پرکاش نے ۱۹۰۹ء میں آریوں کو جو اپنے تجربہ کی بنا پر کچھ پند و نصائح کی تھیں وہ سب تھوڑے عرصہ کے اندر ہی دل سے مٹا دیا۔ ہم آریہ سماجی شدھیوں پر ۱۹۰۹ء کے آرین لٹریچر سے کچھ روشنی ڈالتے ہیں اور لاہوری آریوں کو ان کے لیڈروں کے تجارب سے آگاہ کرتے ہیں شاید یاد دلانے سے وہ سمجھ جائیں۔

عبدالغفور کی مایہ ناز شدھی

ابھی چودہ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ گوجرانوالہ سے ایک اشتہار لالہ حاکمرائے صاحب پلیڈر و سکرٹری آریہ سماج گوجرانوالہ نے مسٹر عبدالغفور نامی دیوسماجی کو مسلمان ظاہر کر کے اس کو آریہ بنانیکا بالفاظ ذیل اعلان کیا تھا۔ کہ :-

"مہاشہ (عبدالغفور) مذکور کسی خود غرضانہ تعلق کی وجہ سے نہیں بلکہ چپ چاپ سچے جگیاسو بھاؤ سے کیول ضمیر اور آتما کے شاکسی قوانین قدرت کی شہادت پر نربھر رکھتے ہوئے سناتن دھرم کو عالمگیر اور سچا مارگ قرار دیکر آریہ سماج میں شامل ہوتے ہیں"

(ضمیمہ ست دھرم پرچارک)

اس اعلان کے ذریعہ یہ بتایا گیا تھا کہ مسٹر عبدالغفور ویدک دھرم یا دیانندی مت کو کسی خود غرضی کی بنا پر نہیں بلکہ قانون قدرت کے مطابق سچا مذہب سمجھکر اپنی دلی خواہش اور ضمیر کی شہادت پر قبول کرتے ہیں اور یہی نہیں کہ سکرٹری آریہ سماج گوجرانوالہ نے ہی اس مایہ ناز شدھی کا اعلان کیا خود دھرمپال نے بھی آریہ سماج گوجرانوالہ کے اس جلسہ میں جسمیں کہ آپ عبدالغفور سے دھرمپال کے نام سے موسوم کئے گئے تھے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی جو آپکے مشہور لیکچر "ترک اسلام" میں درج ہے کہ :-

"آریہ سماج کے کسی آدمی نے مجھے نہیں کھینچا بلکہ اس صداقت نے کشش کی جو آئندہ بھی میری طرح کتنوں کو کھینچے گی وہ صداقت کیا ہے وہ ویدک دھرم ہے جس نے میرے پیاسے دل کو سیراب کر دیا"

ناظرین! یہ اس شدھی کا اعلان ہے جس کے نام سے آج انڈیا بھر کے آریوں کو تپ لرزہ چڑھ جاتا ہے اور جس کے ذکر سے مہاشوں کو ندامت کے مارے پسینہ آجاتا ہے مگر جس دن اس شدھی نے گوجرانوالہ میں جنم لیا تھا وہ پنجاب بھر کے آریوں کے نزدیک ویدک دھرم کی زبردست کامیابی کا دن تھا جو دراصل آریہ سماج کی قسمت کا سب سے بدتر سیاہ و تاریک دن تھا بہرحال ۱۳ جون ۱۹۰۳ء کو یہ تباہ کن شدھی ظہور میں آئی اور آریوں نے اس کو اپنی صداقت کا بڑا زبردست نشان قرار دیکر زمین و آسمان کو سر پر اٹھا لیا۔ تمام آریہ اخباروں رسالوں میں مسلمانوں کے سامنے اس پر فخر کا اظہار ہونے لگا جابجا آریہ سماج کے نونہال مہاشہ دھرمپال کے گیت گا کے جانے لگے سماجوں میں مارے خوشی کے آریہ مہاشے پھول پھول کر کپا ہو ہو جاتے غرضیکہ دھرمپال کا ماتھہ آناکیا تھا۔ اندھے کو بٹیر مل گئی لیکن انجام کیا ہوا؟ وہ سن لیجئے

آریوں کی بیزاری

پیارے دوستو! جس دھرمپال کی شدھی پر ایک آریہ پلیڈر نے یہ اعلان کیا تھا کہ عبدالغفور کسی خود غرضی کی وجہ سے نہیں بلکہ سچے متلاشی حق ہونے سے ویدک دھرم کو عالمگیر اور سچا مذہب قرار دیکر قبول کرتا ہے اسی کے متعلق تھوڑے ہی دنوں بعد لاہور کے دوسرے آریہ ماسٹر لچھمن داس ایڈیٹر پرکاش ۱۹۰۹ء میں ایک چٹھا شائع کرتے ہیں۔ جسمیں لکھتے ہیں کہ :-

"دھرمپال نے بڑا دھوکہ ہمکو دیا وہ ہمیں مولوی جتانے کو اشارے دیتا رہا ہمیں بڑا دھوکہ دیا کہ میں مسلمانوں میں سے آتا ہوں حالانکہ یہ کئی سال پہلے دیوسماج میں داخل تھا۔ آریوں کو دھوکہ دیکر اپنا گرویدہ بنایا کہ میں نے ویدک کی روشنی سے دین اسلام کو ترک کیا حالانکہ دیوسماج والوں کو پہلے کئی سال سے لکھکر دے چکا تھا کہ میں دیوسماج کی خاطر اسلام چھوڑتا ہوں"

اس چٹھے کے علاوہ ماسٹر لچھمن داس نے "دھرمپال کی خودکشی" نام سے لاہور میں ایک کتاب شائع کی جسمیں مفصل طور پر اسکے حالات لکھے اور آخر اسکے صفحہ ۱۰۶ پر دھرمپال کو لکھا کہ :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاؤ آریہ سماج میں نابکی نہ پھیلاؤ۔ جاؤ جہاں سینگ سماؤیں گذارہ کرو تمہارے لئے اب ان دلوں میں جگہ نہیں رہی اسلئے یہی کہتا ہوں کہ جاؤ بیشک جاؤ۔ ضرور جاؤ مجھ سے جو کچھ تم نے پایا تھا پالیا جو کچھ تم سے سننا تھا سن لیا اور جو کچھ تمہارا دیکھنا تھا دیکھ لیا۔"

(خود کشی صفحہ ۱۰۶)

دھرمپال کی آہ و زاری

یہ سلوک آریہ سماج کا اپنے نونہال دھرمپال کے ساتھ نہایت قابل ملال تھا کیونکہ اس بیچارے نے آریہ سماج کے ساتھ اسی تعلیم کے مطابق عمل کیا جو آریہ سماج میں داخل ہونے کے بعد چھ سال کی شبانہ روزی محنت سے حاصل کی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے رسالہ اندر بابت اگست ۱۹۰۹ء میں اسکا جواب دیا کہ :-

"جب مجھ مسلمانوں کے خلاف گولہ برسایا تو تمنے بڑے خوشی کے فتح کے شادیانے بجائے اور میری پیٹھ ٹھونکی اور مجھے شاباش دی۔ جب مجھ عیسائیوں کے دھوئیں اڑائے تو تمنے آفرین کے نعرے بلند کئے مگر میں اس تمام جنگ میں ایک سنجیدہ دل کے ساتھ اس بات کو دیکھنا چاہتا تھا کہ آیا جس طرح تم دوسروں کی کمزوریوں کو میری ہاتھ سے طشت از بام ہوتا ہوا دیکھکر خوش ہوتے ہو۔ اس طرح وقت آئے پر تم اپنے آپکو بھی اس کسوٹی پر کسے جانا پسند کروگے یا نہیں؟ آخر کار وقت آگیا کہ میں نے اسی اصول کو تمہارے سامنے پیش کیا مگر نتیجہ کیا نکلا؟ ہوا بدل گئی آنکھیں پھر گئیں دل پلٹ گئے نیتیں خراب ہوگئیں ..... اور کوشش یہ ہو رہی ہے کہ میرے ہاتھ سے چھٹکارا پایا جائے۔" (اندر صفحہ ۴۸)

دیکھئے وہی دھرمپال جس کی شدھی پر آریہ سماجی نہال ہوکر جامے میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ تمام آریوں کی جان کا وبال ہوگیا اور چاروں طرف سے اب یہ صدا آرہی ہے کہ جاؤ آریہ سماج سے نکلجاؤ مگر وہ نکلنے کا نام نہیں لیتا اور کہتا ہے کہ اے میرے پیارے آریہ بھائیو!

"مسلمان مجھ سے ناراض ہیں آریہ سماجی مجھ سے خفا ہیں ویدسماجی مجھ سے آزردہ ہیں اور ہندو متنفر ہیں لیکن تمہارا یہ کہنا کہ میں عیسائی ہوجاؤنگا یہ غلط ہے میں ایک مچھلی ہوں اور آریہ سماج پانی ہے کہا اگر دوسری مچھلیاں مجھ سے کاٹنے لگجائیں تو میں اس پانی کو چھوڑ دونگا۔ ہرگز نہیں!" (اندر صفحہ ۴۶)

دیانندی مہاشو! دیکھو تمہارا دھرمپال آریہ سماج کو پانی اور اپنے آپکو اس کی مچھلی بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس پانی سے علیحدہ نہیں ہوسکتا جو میری حیات کا ذریعہ ہے مگر بتاؤ کہ اب وہ کون سے ویدک دھرم پر فدا ہے یا نہر یا تالاب میں رہتا ہے؟ کیا تم کو اس کے حال سے اور اسکی مایۂ ناز شدھی سے کچھ سبق حاصل نہیں ہوا تھا کہ اب پھر تم شانتی سروپ کو فخریہ پیش کرکے خوش ہو رہے ہو۔

پرکاش کی بیقراری

سنو! تمہارا لوکل اخبار پرکاش ۱۵ر جون ۱۹۰۹ء کی اشاعت میں ان شدھیوں کے متعلق تمکو کیا نصیحت کرتا ہے کیا تمنے پرکاش کی آہ و زاری پر ذرا بھی کان نہ لگایا اور جو نہ کرنا تھا وہی تمنے کر دکھایا سنو! پرکاش کہتا ہے کہ :-

"اسوقت ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو شدھی کو تجارت کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں حالانکہ دھرمپال کو آریہ سماج میں آنے سے جو مالی فائدہ ہوا ہے اسکو دیکھکر کئی شخصوں کے منہ میں پانی بھر آیا کوئی بھائی یہ نہ سمجھے کہ جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں محض تخمینہ ہے بلکہ ذاتی تجربہ کی بنا پر ہے دو سال کا عرصہ ہوا ہوگا جبکہ ایک مسلمان نوجوان ہماری پاس آیا اور اسنے اسلام سے دلی نفرت کا اظہار کیا اور ویدک دھرم پر پورا یقین ظاہر کیا۔ اور اسنے بتلایا کہ وہ ایک باحیثیت مسلمان کا لڑکا ہے اسلئے اگر وہ ویدک دھرم (قبول کرنیکے بعد) اسکی حفاظت کا کوئی خاص انتظام نہ کیا گیا۔ تو اسکی جان کا اندیشہ ہے وہ نوجوان تین دن تک ہمارے پاس رہا اور اسکے آچار و ویوہار کہاں تک (طرز معاشرت) میں کوئی بات مسلمانوں کی سی نہ تھی خیال یہ تھا کہ سماج میں اسکے گذارے کا انتظام کیا ہوگا دوران گفتگو میں ہمنے اس سے دریافت کیا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ آریہ سماج میں آنے کے بعد تمہارے گزارے کا کیا انتظام ہوگا۔ اس نے جو جواب دیا وہ ناظرین پرکاش کی توجہ کا محتاج ہے وہ کہنے لگا، میں دھرمپال سے تو فارسی عربی زیادہ جانتا ہوں اگر وہ کتابیں لکھکر اور رسالہ نکالکر اپنا گذارہ چلا سکتا ہے تو کیا میں اخبار نکال کر اپنے گذارہ کے لئے نہ کما لونگا (لاہوری مہاشو! دیکھنا کہیں وہ یہی تمہارا مولوی شانتی سروپ تو نہ ہو۔ فاروقی) خیر ہمنے اس کو سمجھایا کہ ہوسکتا ہے جو اوصاف مہاشہ دھرمپال میں ہوں وہ آپ میں نہ ہوں۔ اسلئے آپکو آریہ سماج میں داخل ہونے سے پیشتر اپنے گذارے کا انتظام کر لینا چاہیئے چوتھی صبح کو وہ سیر کے لئے گیا اور اسوقت تک واپس نہیں آیا شام کے وقت جب ہمنے اپنے کیش بکس کو دیکھا تو اسمیں اکتیس ۳۱ روپے نذارو تھے اسی طرح ایک اور مسلمان کی درخواست ہمارے پاس پہنچی وہ بھی ویدک دھرم پر فدا تھا لیکن جب اسکو بتلایا گیا کہ آریہ سماج تمہارے روزگار کا کوئی انتظام نہیں کرسکتا تو اسکے بعد اسنے کوئی خط نہیں بھیجا ایک اور مسلمان آئے اور وہ ستیارتھ پرکاش لیگئے پھر انکے درشن نہیں ہوئے اسی طرح جب لائلپور کے ٹھیکیدار محمد عمر آریہ سماج میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی شدھی کا فائدہ اٹھانے کے لئے "اوتیہ" نامی ایک اخبار نکالدیا کچھ عرصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اور انکے ساتھ ادنیہ بھی ست ہو گیا جہاں ایک طرف لوگ شدھی کو تجارت کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں وہاں دوسری طرف بعض لوگوں کی یہ کوشش ہے کہ آریہ سماج کے ذریعہ اپنے اپوتر سمبندھ کو پوتر بنالیں (یعنے ناجائز تعلقات کو جائز بنالیں) غرضیکہ کہاں تک لکھا جاوے اس قسم کے کئی واقعات ہیں۔ جن کی بنا پر ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کہ لوگ شدھی کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ہم یہ کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ہمنے اس تحریک (شدھی) کو بہت گرا دیا ہے اور "پتت" لوگوں کے لئے ہمنے شدھی کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ اس فراخدلی کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ہمارا شدھی کا محکمہ بھی اشتہاری حکیموں کے آتشک اور سوزاک کے نسخوں کی طرح بن رہا ہے۔ جہاں ان اشتہاروں کے حوصلہ پر لوگ بیچارے (حرامکاری) میں زیادہ گرتے ہیں وہاں ہماری شدھی کے محکمہ کے سہارے پر لوگ ناجائز تعلقات کے پیدا کرنے میں کوئی پروا نہیں کرتے"

(ملخصاً بقدر حاجۃ)

مسٹر ڈکی کی شدھی

لاہوری دیانند یوا! محمد علی کو شانتی سروپ بنا کر خوش نہ ہو جاؤ۔ کیا یہ دھرمپال سے زیادہ معتبر ہے اگر یہ دھرمپال سے زیادہ تمکو پیارا ہے مہابیر سنگھ سے ضرور گھٹیا ہوگا جانتے ہو مہابیر سنگھ کون ہے؟ لالہ روشن لعل بیرسٹر سے پوچھ لو۔ یہ مہابیر سنگھ وہ ہے جسکو آگرہ کے مسافر پنڈت بھوجدت نے ۲۷ر جون ۱۹۰۹ء کو دہلی جیسے شاہی شہر میں شدھ کیا تھا جس کی بابت لکھا تھا کہ "کیپٹن آئی۔ سی ڈکی صاحب بورہین کی شدھی گورنمنٹ کی پریسیڈنٹ آریہ سماج دہلی کے مکان پر ۲۷ر جون کو عمل میں آویگی" جس کی کیفیت لکھتے ہوئے مسافر آگرہ نے اپنے اخبار مورخہ ۸ر جولائی ۱۹۰۹ء میں لکھا تھا۔

"بعد مشورہ آریہ پنڈتان مسٹر ڈکی کو مہابیر سنگھ نام عطا کیا گیا"

اس مہابیر سنگھ نے دھرمپال کی طرح شدھ ہوتے وقت یہ فرمایا تھا۔ کہ:۔

"میں نے بلا دیکھے بھالے بلا سوچے سمجھے ویدک دھرم کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنی آتما کی آواز کے مطابق کافی تحقیقات اور غور و خوض کے بعد اس طرف قدم اٹھایا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب میری زندگی اور موت آریہ سماج کی زندگی اور موت کے ساتھ وابستہ ہے میں کسی دنیاوی غرض کو لیکر آریہ سماج میں شریک نہیں ہوا ہوں۔"

مسافر آگرہ ۸۔ جولائی ۱۹۰۹ء

اس مہابیر سنگھ کی شدھی پر لاہوری پرکاش بہت کچھ واویلا اپنے پرانے تجربہ کی بنا پر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ:۔

"ہمعصر مسافر کئی ہفتوں سے ایک انگریز کی شدھی کو بڑے ڈھول ڈھمکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے مگر ہمارے ہمعصر مسافر آگرہ نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ انگریز کون ہے اسکی لیاقت اور حیثیت کیا ہے اسکو ویدک دھرم کا خیال کیسے ہوا۔ اسوقت تک یہ کس آرش گرنتھ کا مطالعہ کر چکا ہے۔ غرضیکہ ہم اپنے اس نئے بھائی کے متعلق بالکل اندھیرے میں ہیں ہمارا ہمعصر (مسافر آگرہ) سوچ لے کہ اگر آریہ سماج کو اس شدھی کا فخر ہے اور وہ اس کا فائدہ اٹھانیکے لئے ایک بھاری جلسہ کرتا ہے تو کل کو اس کے لئے اسکو شرسار بھی اتنی ہی اٹھانی پڑے گی اگر وہ انگریز کسی حیثیت کا نہ نکلا۔ یا وہ ویدک دھرم پر قائم نہ رہا۔ اس نمائش نے آریہ سماج کی بہت کچھ سبکی کرائی ہے۔" (اخبار پرکاش مورخہ ۱۵ر جون ۱۹۰۹ء)

مسٹر ڈکی کی حقیقت

ہمارے لاہوری آریہ اخبار نے جب مسٹر ڈکی کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو ہمنے ایک مفصل کتاب موسومہ "شدھی کی اشدھی" انعامی پانسو روپیہ لکھکر دیانندی شدھیوں کا پردہ فاش کر دیا اور مسٹر ڈکی کی حقیقت بھی کھول دی کہ یہ انگریز کون ہے؟ چنانچہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کی عدالت سے اس فیصلہ کی باضابطہ نقل لیکر شائع کر دی جسمیں مسٹر ڈکی کو بعلت چوری سزا جرمانہ وقیہ ہوئی تھی جسکا فیصلہ یہ ہے۔

"مقدمہ ہذا میں ملزم ایک پرانا فوجی سپاہی ہے جو مسٹر ایٹکنسن کے پاس ملازم تھا جس نے ملزم کو ایک بائیسکل باہر کی آمد و رفت کے لئے دی رکھی تھی ملزم نے اسے گروی رکھدیا اور اس طرح وہ جرم زیر دفعہ ۴۰۸ تعزیرات ہند کا مرتکب ہوا۔ مجھے ملزم کے بارے میں افسوس ہے کہ وہ شراب خوری کا عادی ہے۔ اسکے عذر اور شہادت گواہاں سے سمجھتا ہوں کہ جرم ثابت ہے۔ لہٰذا ملزم کو کچہری برخاست ہونے تک کے لئے قید محض کی سزا دیتا ہوں اور یہ بھی کہ وہ پندرہ روپیہ جرمانہ ادا کرے ورنہ ایک ہفتہ اور قید سہے۔" (دستخط ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی) ۲۱/۶

اس شدھی کا انجام

یہ تھی اصلیت مسٹر ڈکی کی جس کو کیپٹن ڈکی بنایا گیا تھا۔ آخر یہ مہابیر سنگھ لاہور میں مسٹر روشن لعل صاحب بیرسٹر ایٹ لا آریہ سماجی کا ملازم رہا جہاں سے کچھ روپیہ بذریعہ چک چرا کر فوجیر ہوا۔ اور آجتک اس کا پتہ ہی نہیں کہ کون سے گورو کل میں رہدوں کا پاٹھ کر رہا ہے اور بقول اخبار پرکاش نہ معلوم مسافر آگرہ کو کس قدر شرساری اٹھانی پڑی ہوگی جب یہ سنا ہوگا کہ دہلی والا انگریز لاہور سے گول کہلا کر چلتا بنا اور ویدک دھرم کی صداقت پر مہر کر گیا۔ پس اے لاہوری مہاشہ! کیا شانتی سروپ مسٹر ڈکی مغرور سے زیادہ معزز ہے؟ ممکن ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم شانتی سروپ کو مہابیر سنگھ سے اب اچھا جانتے ہو۔ مگر "ستیہ دیو" سے تو ضرور اسکو کمتر ہی سمجھتے ہونگے جانتے ہو کہ ستیہ دیو کون تھا۔ آؤ اسکا بھی پتہ بتا دوں سنو اور غور سے سنو!

غلام حیدر سے ستیہ دیو

ایک مسافر آزردہ کی تلاش میں مارا مارا پھرا مسافر آگرہ کے ہون کنڈ میں جا نکلا۔ مسافر آگرہ نے جس کی گرم بازاری سندھی کی بدولت ہی تھی اس مجہول الحال کو اپنے سینہ سے چمٹایا گلے سے لگایا اور ایک ہفتہ کے اندر اندر ہون کنڈ کے گرد پھر ابھرا کر غلام حیدر سے جھٹ ستیہ دیو بنا ڈالا۔ اور مسافر جی کے گھر پھرنے اس نئے تعلق کی خوشی میں تمام پنجاب کو سر پر اٹھا لیا مگر تھوڑے دن ہی عیش و عشرت سے نہ گزرے ہونگے کہ مسافر آگرہ کو اپنے اخبار میں نہایت ذلت بھری قلم کے ساتھ نادمانہ لہجہ میں اعلان کرنا پڑا۔ کہ

"ستیہ دیو سے بوجوہات خاص جس کا اظہار بذریعہ اخبار مناسب نہیں ہمنے قطع تعلق کر کے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور اسکو ہمنے اپنے گھر سے نکال دیا ہے وہ بھلا مانس نہیں ثابت ہوا"

دیکھئے جس ستیہ دیو سے پنڈت بموجب مسافر آگرہ کو اسقدر پیار تھا کہ اس کی خاطر ہر ایک امر کو ماننے کیلئے تیار تھا۔ خدا جانے ظالم ستیہ دیو نے کیا دل آزار برتاؤ مسافر خانہ سے برتا کہ اس کو باوجود اس راز مخفی رکھنے کے ستیہ دیو کی بدچلنی کا اظہار اور اپنے گھر سے اسکی علیحدگی کا اعلان کرنا ہی پڑا۔ سو ایسے ایسے پوتر سمبندھ والے لوگوں کے مقابلہ میں معلوم لاہوری آریہ باوجود اتنے لمبے اور متواتر تجربہ کے کسی مجہول الحال علی محمد کو شانتی سروپ بنا کر کس ضمانت پر خوش ہو رہے ہیں یہ شخص تھوڑے دنوں بعد دیکھ لینا کہ آپ کو کیسے چنے چباتا ہے گو اس میں ہر مہاں والی قابلیت ستیہ دیو والی واقفیت اور مہابیر سنگھ والی لیاقت نہیں مگر حماقت میں یہ اپنے بھائیوں سے بہت آگے ہے۔ یہ مختصر حال دیانندی شہیدوں کا محض لاہوری مہاشوں کی یاد دہانی کے واسطے ہمنے لکھدیا ہے تا کہ وہ عبرت حاصل کر کے شانتی سروپ کے بہروسہ اپنی عاقبت خراب نہ کریں ورنہ یاد رکھیں کہ شانتی سروپ کی قرار واقعی خدمت کے واسطے محمدیہ میدان میں ایسے شیر نر موجود ہیں جن سے چھٹکارا محال۔ دوسرے نمبر میں ہیں انشاء اللہ لاہور کے جلسہ منعقدہ ۳۰ جون کی کیفیت لکھونگا۔ جس کی خاطر یہ شدھیوں کا حال تذکرۂ تمہید میں آگیا" فانتظروا

تلاش یار

الٰہی بخش دے مجھ کو تو ایسا یار دنیا میں
جو ہر حالت میں ہو میرا بڑا غمخوار دنیا میں
گھٹا دے رنج و بغض و کینہ و جوش عداوت کو
بڑھا دے جس قدر تو چاہتا ہی پیار دنیا میں
وفاداری کا پتلا ہو مرے مرنے پہ مرتا ہو
مرے رازوں کا محرم ہو مرا دلدار دنیا میں
گھٹائیں غم کی چھائی رہتی ہیں ہر دم مرے دل پر
کروں کیا کر کے سیر گلشن و کہسار دنیا میں
غنی دل ہوں مجھے گاڑھے کا کپڑا ہی پسند آیا
پہن کر کیا کروں گا میں بھلا زرتار دنیا میں
مصیبت میں نہ پھنس جاؤں جو پھنس جاؤں نکل آؤں
بچا لے مکر شیطاں سے مجھے غفار دنیا میں (اکمل)

البشریٰ میں خاص رعایت

مجموعہ الہامات حضرت اقدس پہلے ڈیڑھ روپے (عہ) میں ملتا تھا۔ اب صرف ایک روپیہ (عہ) میں عید تک دیا جائے گا۔ تھوڑے نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ جلد منگوا لیجئے

ملنے کا پتہ تشحیذ قادیان

دانوی معاند سلسلہ کے جواب میں

پیغام (جنگ) جلد ۴ نمبر ۲۴ میں ایک شخص مسمی محمد یٰسین کا ایک مضمون نکلا ہے جس میں اس نے اپنے باقی مرتد پیشواؤں کی طرح اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے بہت کچھ رونا رویا ہے کہ ہائے ہمارے پیشوا کی بہت ہتک عزت ہوئی۔ جسمیں کہ وہ ایک حد تک معذور ہے کیونکہ فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضاً۔ دوم یہ کہ اس بیچارے کو یہی دھت لگی رہتی ہے کہ میرا نام اور کچھ زمخشریات ہی شائع ہوتی رہیں تو یہ فارغ بیٹھ کر نار حسد میں جلنے اور فاسقانہ توہمات میں پیچ و تاب کھانے سے تو بہتر ہے اور علاوہ ازیں یہ کہ دین تو ہاتھ سے چلا ہی گیا ہے اتنا تو ہو کہ پیغامی مناباغیوں سے ثنائی شہرت اور ابوجہلی ناموری ہی کم از کم دنیا میں باقیات صالحات کے طور پر پیچھے رہ کر آگے آنے والی اقوام کا نشانۂ لعنت ہی بنا رہے تو مقصد اعلیٰ ہمارا جو کہ ہمارا قومی ماٹو ہے وہی پورا ہو جائے ع

بدنام بھی ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

اس مضمون میں پہلے سے وہ اس طرح سے لب کشائی فرماتے ہیں کہ ان کا تو پہلے ہی سے ارادہ تھا۔ کہ "والحمود فی شان الموعود" کا جواب دوں (اور اپنی ڈیوٹی جو کہ باغی پارٹی کی طرف سے سپرد ہے ادا کریں) لیکن کچھ فرصت کی کمی اور کچھ اور بواعث سے گہر فشانی میں دیر ہو گئی الخ لیکن پھر لکھتے ہیں کہ چونکہ مجھے یہ فکر بھی ساتھ ہی دامنگیر ہوا کہ محمودی کہینگے کہ لو جی! (احمدی نما غیر) احمدیوں سے ابتک ہمارے رسالہ کا جواب نہیں ہو سکا اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ مبایعین کے مقابلہ میں آپ ہی استباق الی الشر کا سبق حاصل کریں پہلے تو آپنے تمہیداً ہی یہ لکھا ہے کہ مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کامل اصطلاح کے رو سے نبی کہتے ہیں اور یہ تو ان کے مفتریات کا تمہیدی فقرہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے جس کے جواب میں کئی کتب بھی چھپ چکیں لیکن اگر خدا سے ڈر کر اپنے اس دعوے کو چھوڑ دیں تو پھر تو سب تانا بانا ہی دریا برد ہو جاتا ہے اسلئے اس افترا کو تو انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے دہرم کا اصول خیال کر کے اس سے ہٹنے کو اپنے لئے کُند چھری سے ذبح ہونا سمجھا ہوا ہے فمن یضلل اللہ فما لہ من ھادٍ۔

ان کے دوسرے اعتراض کے جواب میں صرف ناظرین کی خاطر میں مختصراً کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جیسا کہ القول المحمود فی شان الموعود اور حقیقۃ النبوت تصنیف لطیف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی وغیرہ کتب احمدیہ اور خود حضرت مسیح موعود کی کتب سے ثابت ہے پیشگوئی اسمہ احمد کے متعلق بالفاظہ پورا ہو جانا بدلائل قاطعہ ثابت ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ آنحضرتؐ احمد نہ تھے آپ ضرور تھے۔ لیکن اسم آپ کا محمد تھا۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام محمد رکھا۔ قرآن کریم میں بھی جہاں بھی آپ کا نام مسطور ہوا ہے۔ وہاں ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور و امنوا بما نزل علی محمد آیا ہے لیکن خدا تعالےٰ نے آپکو احمد سے خطاب نہیں کیا۔ بخلاف اس کے حضرت مسیح موعود کے صاف الہامات میں خدا تعالےٰ نے یا احمد کہا ہے یہ تو ضدائی شہادت ہے اور جس کا انکار بغیر بیغامی پارٹی کے کیونکہ ان کا شیوہ ہی ہٹ دھرمی ہے کوئی دیندار شخص نہیں کر سکتا۔ احادیث میں بھی جہاں کہیں ذکر آتا ہے تو صحابہ یہی کہتے ہیں کہ حدثنی خلیلی محمد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم اور یا محمد تو کہیں جگہ آیا ہے اور خود آیت کا سیاق و سباق جسمیں اظہار دین وغیرہ کا ذکر ہے۔ اور باقی نشانات نیز مفسرین کا اتفاق کہ اظہار دین والی آیت مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق ہے دلالت کرتے ہیں کہ احمد جس کا اسم ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آپ بیشک احمد ہیں۔ لیکن وصفی طور پر۔ کیونکہ آپ جامع کمالات انسانیہ ہیں سید ولد آدم اور ہر خوبی کے جامع ہیں لیکن کسی دوسرے شخص کا اسم احمد ہو جانا آپکے کمالات اور آپکی شان میں کوئی حرج نہیں واقعہ کرتا۔ کیا کسی شخص کا نام عماد الدین ہو تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اصل عماد دین تو آنحضرتؐ تھے اور آپ سے بڑھکر کون عماد ہو سکتا ہے کہ جنہوں نے ایک لمبی مدت تک خدا کے راستہ میں اتنی تکلیفیں برداشت کیں کہ لوگوں نے آپکے قتل کا ارادہ کیا۔ بھوکے اور پیاسے رہے بدنی تکالیف کا سامنا ہوا۔ وطن چھوڑنا پڑا۔ رشتہ داروں احباب سے نہ صرف قطع تعلق کیا۔ بلکہ ان کے ہاتھوں بڑی بڑی اذیتیں اٹھائیں تو پھر آپ کو چھوڑ کر ایک بدکار شخص کا یہ نام جو صرف مسلمان کہلا چھوڑتا ہے کیوں کہا اور ایسا شخص بھی عماد الدین سے نامور ہم پائینگے۔ کہ جسے اتنا پتہ نہ ہوگا۔ کہ اسلام ہے کیا چیز۔ لیکن اسکے عماد الدین پکاریں گے۔ اور آنحضرت کو کوئی عماد الدین کہکر یاد نہیں کرتا۔ پس اس طور پر اعلام منقولہ کا اکثر حصہ جو مسلمانوں میں رائج ہے۔ انکی چہان بین کریں۔ تمہارے جیسے مورکھ بھی فتوے دینگے کہ صفات حسنہ تو جتنی تھیں سب عوام میں بٹ گئیں آنحضرت کے لئے کیا رہ جاتا ہے کئی عیسائی ہونگے جنکا نام تو کمال الدین ہوگا اور اسلام کی دشمنی میں پہلے نمبر پر ہونگے اور جو آپ حدیث پیش کرتے ہیں جہاں آپنے اپنے آپکو احمد فرمایا ہے وہاں تو چار اور نام بھی فرمائے ہیں۔ ان کو بھی نام ماننا پڑیگا۔ اور اس طرح سے اسم ہونے کا دائرہ وسیع کرنے سے پھر تو جو غرض اسم کی ہے یعنے اپنے مسمّٰی کو بغیر کسی قرینہ کے معین کر لینا فائت ہو جاتی ہے۔ آپ کو کوئی کہے کہ حضرت ماحی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے تو بغیر اس کے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرینہ سے آپ کا وہم بہت ہی قلیل طور پر اس بات کی طرف نمیاں کرے کہ اس سے غائبہ آنحضرت نبی کریم مراد ہوں تمام اذہان نہیں معلوم کر سکینگے کہ حضرت ماحی کوئی نبی ہوا ہے یا کسی ولی یا قطب کا نام ہے۔ یہ بحث ایک لمبی بحث ہے جس سے آپ جیسے من کا یسمع الاہ عاءً وندا ءً والی خصلتوں کے لئے تو کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن عوام کے ذہن سے آپکے طلسم تزویر کو دور کرنے کے لئے کافی ہے اور بحث تو سلسلہ احمدیہ کی کتب اور خاص کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تصانیف اور القول المحمود فی شان الموعود کی اوراق گردانی سے نیک طمینت انسان کے لئے پورے طور پر شرح صدر کر سکتا ہے کہ واقعی احمد نام حضرت مسیح موعود کا تھا اور اسمیت کا لحاظ کرتے ہوئے اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق حضرت مسیح موعود ہیں۔

اسکے بعد مضمون نگار نے ایک اور افترا باندھکر اپنی خبث باطنی کا نمونہ دکھایا ہے بحث تو پہلی ہی رکھی ہے لیکن افترا میں ترقی کی ہے شروع تو یوں کیا ہے کہ آیا صحابہ اور احادیث نبویہ سے آپ کا نام احمد ثابت ہے (جس کے ثبوت میں تو بجا ری نے جو مثالیں آثار صحابہ اور احادیث سے پیش کی ہیں ان کا ناظرین اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اپنے تمام مضمون میں جو تقریباً دو کالم کا یا اس سے بھی کم ہے۔ ایک حدیث اور ایک قول بھی کسی صحابی کا نہیں بیان کیا کہ جس کی بنا پر آپکے اس دعوے کی تو کچھ وقعت کی صورت بنتی صرف الفاظ "احادیث نبویہ اور آثار صحابہ" کو ان سب رطب و یابس کے لئے جو اس کے دل میں بھرا ہوگا۔ قائم مقام ..... کافی سمجھا ہے) اور آیت قرآنیہ آپ ہی کے متعلق ہے لیکن چونکہ ایسی کوئی مثال پیش نہ کر سکے آگے یہ شروع کر دیا کہ تم قیاسات اور تاویلات کی بنا پر کہتے ہو کہ احمد مسیح موعود کا نام ہے اور قیاس تو ضعیف سے ضعیف حدیث کے مقابلہ پر بھی قابل ترجیح نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں اس احمدیت کے دشمن کو قیاس کا بھی پتہ نہیں کہ قیاس ہوتا کیا ہے صرف سن چھوڑا ہے ورنہ حضرت مسیح موعود کے الہام کہ جسمیں صریح خدا نے آپ کو احمد کہا ہے اور جسے

لہ ہم حضرت صاحب کو اصطلاحی طور پر کامل اور حقیقی نبی جس کے معنے صاحب شریعت مستقلہ کے ہیں نہیں مانتے۔ ہاں اس لحاظ سے کہ کوئی یہ کہے کہ آپ جعلی نبی تھے اور بناوٹی تھے اور نفس نبوت میں آپ تمام انبیاء کے برابر نہیں تو یہ عقیدہ بیغامی پارٹی کا ہے اس لحاظ سے ہم آپکو کامل بھی اور حقیقی بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منجملہ اور براہین ساطعہ کے..... ہم بطور ثبوت کے پیش کرتے ہیں یا یہ ہے کہ اس الہام کو الہام سمجھتا ہی نہیں بلکہ صرف قیاس سمجھتا ہے اور اس سے اسکے ایمان کی قلعی کھل جاتی ہے کہ کس قسم کا احمدی یہ اپنے آپ کو کہلاتا ہے جو صریح الفاظ کو جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ نازل ہوئے ہیں صرف قیاس کی لسٹ میں درج کرتا ہے بہرحال اتنا پتہ لگ گیا کہ پیامی پارٹی کے اصولوں میں سے یہ بھی بڑا بھاری اصل ہے کہ الہامات حضرت مسیح موعود کو قیاسات تصور کیا جائے میرے خیال میں مضمون لکھنے والا ایک نہایت ضروری بات بیان کرنی چھوڑ گیا ہے۔ جو اسکے دعوے کے لئے بہت کچھ ممد ہوتی وہ یوں ہی کہدیتا کہ اس پر بھی اجماع امت ہے کہ زخرفات یا امینیہ کو ہی گو کیسی ہی بحر اور پوچ کیوں نہ ہوں کلام الٰہی کے مقابلہ پر ترجیح دی جاوے کیونکہ جس شخص نے الہامات مسیح موعود کو جو براہ راست کلام الٰہی ہے ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی کہ جو کذاب سے کذاب شخص کی مخترعہ کیوں نہ ہو۔ یا کسی پیامی خصلت کی من گھڑت ہو الہام مسیح موعود پر ترجیح دی ہو ایسے شخص کی حالت زار پر جس نے کہ مذہبی غداری میں اپنے پیامی لیڈروں سے بھی بڑھکر قدم رکھا ہے بجز انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جاوے یہ تو ایک نئے رنگ کے چکڑالوی سلسلے کا بانی معلوم ہوتا ہے۔

پھر لکھنے والے نے کہہ تو دیا ہے۔ کہ تم اسمٰعیل احمد کے متعلق قیاسات چلاتے ہو اس نے نہ صرف افترا کیا ہے اور نہ صرف حضرت مسیح موعود پر قیاسات کو الہامات کی صورت میں پیش کرنیکا الزام لگایا ہے بلکہ ساتھ ہی اپنے جاہل مرکب ہونے کا بھی ایک کھلا کھلا ثبوت پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ قیاسات کا لفظ کہنا تو بہت آسان ہے اور اس سے بھی بڑھکر موٹی عقل والا شخص بھی کہہ سکتا ہے لیکن کہ محکوم علیہ کو چاہیے اس نے قیاس کہا ہے واقعی قیاس ثابت کرنا ٹیڑھی کھیر ہے اسکو قیاس کے متعلق اتنا بھی پتہ نہیں کہ قیاس ہے کس جانور کا نام اصول کے لحاظ سے اصطلاحی قیاس تو اس کو کہتے ہیں کہ ایک نص کا ورود ایسے طور سے ہو کہ منصوص کے ساتھ اسکی علت بھی مذکور ہو جس کی وجہ سے حکم اس پہ لگا ہے اور جو بھی حکم ہو۔ اسکی علت بھی ساتھ ہو اور ایسی نص کے بعد ہم ایک اور جگہ اسی حکم کو پاتے ہیں لیکن علت جو پہلی نص میں تھی وہاں متروک الذکر ہوتی ہے۔ تو اس صورت میں تصحیح تعدیہ حکم کی خاطر ہم اسی علت کو اس دوسری جگہ پر بھی مقدر مان کر حکم کو وارد کر دیتے ہیں اب تم بتاؤ کہ ہم جو اسمٰعیل احمد کو حضرت مسیح موعود پر چسپاں کرتے ہیں تو کس علت کی وجہ سے کیونکہ جب تمنے ہمارے دعوے کو قیاس کہا ہے تو ایسا کہہ دینے سے تمہارا پیچھا کیسے چھوٹ سکتا ہے جبتک کہ اسکا ثبوت نہ دو ورنہ صرف منہ سے کہہ دینا کافی نہیں ہے۔

تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمنے جو کہا ہے کہ ضعیف حدیث بھی مسیح موعود کے الہام پر مرجح ہے لیجئے ہم مسیح موعود کے الہام کو بھی پیش نہیں کرتے اسی طرف سے تمہاری ناکہ بندی کرتے ہیں تمہارے مضمون سے صاف صاف آشکارا ہے کہ القول المحمود کا جواب لکھنا تو درکنار رہا جیسے کہ لوگوں نے دیکھ لیا ہوگا کہ جواب تو اتنی بڑی کتاب کا لکھنے بیٹھے ہو۔ اور کھینچ کھانچ کر اول سے آخر بمع تمہیدی بکواس و بقیہ سوالات کے دو کالم بھی اچھی طرح سے پورے نہیں ہوئے تم تو اس کی عبارت سمجھنے کے بھی قابل نہیں ہو تب ہی تو تمنے پہلے ہی سے (بجائے اسکے کہ عبارت کے نہ سمجھنے کا عذر کرتے یہ کہا) مجھے خبر پہنچی تھی۔ کہ حکیم مرہم عیسےٰ نے جواب لکھنا ہے اسلئے دیر ہو گئی ہے تو بتاؤ کہ جو دو چار حرف تمنے بعد میں لکھنے تھے پہلے بھی لکھ سکتے تھے اسکے لئے عذر کی کیا ضرورت تھی۔ بلکہ اگر نہ لکھتے اور ملتوی ہی رکھتے تو شائد لوگ اتنا تو سمجھتے کہ تمنے واقعی کچھ لکھنا تھا اور نہیں لکھا اب تو تمہاری علمیت کا بھی پردہ فاش ہو گیا۔ کیا "پدی اور کیا پدی کا شوربا" اور مضمون لکھتے وقت اپنی لیاقت موہومہ پر فریفتہ ہو کر لکھتے ہیں۔ کہ بالآخر جی چاہتا ہے کہ دو سوال تو کروں دیکھئے کہ محمودی کیا دُرّ افشانی کرتے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ وہو ہذا۔ اور تو خیر جو بھی ہوا سو ہوا۔ لیکن اس وہو ہذا پر بہت ہی حیران ہوں کہ یہ کس عربی کا فقرہ ہے کہ جس میں مشارٌ الیہ تثنیہ کی طرف واحد سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ یا یہ ان ہو ہذا اؤں میں سے ہے۔ کہ جو لاہوری مضمون نگاروں سے مخصوص ہیں۔ کہ بے سوچے سمجھے ہانک دیتے ہیں چاہے کتنا ہی غیر موزون اور غلط ہو۔ اصل میں کسی مضمون میں ہو ہذا لکھا پڑھا ہوگا اور اپنے لئے یاد رکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ وہاں کس طرح سے استعمال ہوا ہے یہ سمجھ رکھو۔ کہ اردو لکھنے کے لئے بھی لیاقت چاہیئے۔ اب اصل بات کا جواب دیتا ہوں کہ چلو ہم مان لیتے ہیں کہ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی قیاس پر ترجیح رکھتی ہے اور واقعی ہمارا بھی یہی مذہب ہے اور مسیح موعود نے بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن سوال از آسمان و جواب از ریسمان کا اصول ہمارے نزدیک غلط ہے ہم تو یہ پیش کرتے ہیں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی ہم صحیح احادیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم کا نام محمد تھا اور بھی والدین نے رکھا اور یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آپکی ماں نے الہٰی اشارہ سے یہ نام رکھا اور آخر تک نام یہی رہا پس ہم تو صحیح احادیث اور نصوص صریحہ پیش کرتے ہیں اگر ان کے مقابلہ پر بھی ضعیف حدیثیں قابل ترجیح ہوتی ہیں۔ تو یہ اصول پیامیہ کے نزدیک ہوگا۔ اسلامی اصول حدیث میں اسکی نظیر مفقود بلکہ از روئے قانون منع ہے۔ عبدالجلیل طالب علم مدرسہ احمدیہ

(+ جو آخری فقرہ ہے اس کا اصل عبارت سے کوئی تعلق نہیں ہے ایڈیٹر)

ایک غلطی کی اصلاح

الفضل جلد ۴ نمبر ۳ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۷ء میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ کے حوالہ سے ایک کوٹیشن چھپا ہے منشی فرزند علی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ایک مفہوم ہے اصل عبارت نہیں

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا